ای میگزین

PAYAM-E-HAYA

خواتین کے لیے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

پیامِ حیاء

JUN/JUL 2026 محرم الحرام 1448ھ

Payam-e-haya

درس قرآن ڈاٹ کام

یوم عاشوراء

DAY OF ASHURA

شمارہ نمبر
63

2026

یوم شہادت

عمر

مراد رسول الفاروق

وہ عمر جن کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

دلِ دلبراں بھی حسین ہے

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3	خواتین کے مسائل (دارالافتاءالاخلاص	19
حمد (مولانا ظفر علی خان)	4	سال نو کا ہدف (بنت احمد)	20
اداریہ: آغاز سال، پیغام قربانی اور اصلاح نفس	5	محرم الحرام اور ہماری ذمہ داریاں (حافظہ ام رومان)	21
درس کربلا (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب	6	کپڑوں کے ڈیزائن (رابعہ نوید)	23
عشرہ محرم الحرام (فاطمہ سعید الرحمن)	8	ایک خاموش مجاہد کی عظمت کا اعتراف (مولانا سہیل عبدالرحمن باوا)	24
محرم الحرام کی فضیلت (ابو محمد)	9	مدینہ منورہ کا سفر، روح کی پکار (حجاب امجد۔۔سعودیہ)	25
خواتین کے بارے میں دین اسلام کی ہدایات (عذرا خالد)	11	شہید ابوالبراء (ضیاء چترالی	27
خلیفہ دوم الفاروقؓ (عدیسہ زاہد)	13	تبصرے	29
نظم: حضرت عمرؓ (فائق ترابی)	15	پکوان (عائشہ صدیقہ)	30
ستارۂ شکیبائی۔۔قسط ۲ (سہیمہ بتول)	16		
سیرت النبی ﷺ (زوجہ محمد اقبال)	18		

Published at

www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیما رضوان۔ ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

کلام الٰہی

جب عزت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور پکڑ لو اور گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے

التوبۃ: 5

کلام نبوی ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشوراء کے دن قریش جاہلیت کے زمانے میں روزہ رکھتے تھے اور آپ ﷺ بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، پھر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بھی عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا، پھر جب رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے تو اب وہی فرض ہیں، اور عاشوراء کے روزے کی فرضیت چھوڑ دی گئی، اب جو چاہے رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔

(جامع الترمذی)

حمدِ باری تعالیٰ

مولانا ظفر علی خان

بنائے اپنی حکمت سے زمین وآسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے

تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکرِ ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاجِ جسم وجاں تو نے

نہیں موقوف خلاقی تری اس ایک دنیا پر
کئے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہوکر ہمیں اپنا نشاں تو نے

ہم اب سمجھے کہ شہنشاہِ ملک لا مکاں تو ہے
بنایا اک بشر کو سرورِ کون ومکاں تو نے

اثر تیری عطائوں پہ نہیں پڑتا خطائوں کا
جسے پیدا کیا ہے اس کو دیا ہے آب و ناں تو نے

محمد مصطفی کی رحمت للعالمین سے
بڑھائی یارب اپنے لطف و احساں کی شاں تو نے

تیرے دربار سے مجھ کو یہی انعام کیا کم ہے
کیا اپنی ستائش میں مجھے رطب اللساں تو نے

اداریہ

آغازِ سال
پیغامِ قربانی اور اصلاحِ نفس

پیاری قاریاتِ کرام!

الحمدللہ! اسلامی سال 1448 ہجری کا آغاز ماہِ محرم الحرام سے ہو رہا ہے۔ نیا اسلامی سال ہمیں اس بات کی یاد دہانی کراتا ہے کہ زندگی کا ہر نیا لمحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی مہلت ہے: اپنے اعمال کا جائزہ لینے، کوتاہیوں کی اصلاح کرنے اور اپنے رب سے تعلق کو مزید مضبوط بنانے کا ایک سنہری موقع۔

محرم الحرام ان چار مقدس مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خصوصی حرمت عطا فرمائی ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ہمیں ہجرتِ نبوی ﷺ کی عظیم قربانی، صبر، توکل اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کا سبق ملتا ہے۔ اسی مہینے کی دسویں تاریخ، یومِ عاشوراء، ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نجات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور نفل روزے رکھنے کی فضیلت یاد دلاتی ہے۔ اسی مہینے میں واقعۂ کربلا بھی امتِ مسلمہ کو حق پر ثابت قدم رہنے، صبر، استقامت اور دین کی خاطر ہر قربانی پیش کرنے کا لازوال پیغام دیتا ہے۔

پیاری بہنو! نیا سال صرف کیلنڈر بدلنے کا نام نہیں، بلکہ اپنی زندگی کے ہر پہلو پر غور کرنے کا موقع بھی ہے۔ آیئے! اس سال یہ عہد کریں کہ اپنے گھروں کو قرآن کی تلاوت سے آباد کریں گے، نمازوں کی پابندی کریں گے، اپنی اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت کو ترجیح دیں گے۔

پیامِ حیاء ہمیشہ کی طرح اس شمارے میں بھی آپ کے لیے ایمان افروز، اصلاحی، تربیتی اور معلوماتی مضامین پیش کر رہا ہے۔ ہم آپ کی قیمتی آراء، تجاویز اور تحریروں کے منتظر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نئے اسلامی سال کو اپنی رضا کے مطابق گزارنے، حق پر ثابت قدم رہنے اور اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کے نور سے منور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

پیامِ حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوال زریں، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، آپ بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر وٹس ایپ کر سکتے ہیں۔
+92 313 2127970

سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کی ذات گرامی اسلامی تاریخ کا وہ روشن مینار ہے جس نے حق و صداقت کی بقا کے لیے اپنی جان قربان کر کے ایک روشن مثال قائم کر دی۔ آپ کی زندگی، فضائل، عظیم کارنامے اور بالخصوص کربلا میں شہادت عظمیٰ تاریخِ اسلام کا وہ باب ہے جو رہتی دنیا تک مسلمانوں کے دلوں کو گرماتا رہے گا۔

حضرت حسینؓ رسول اللہ ﷺ کے چھوٹے

نواسے اور سیدہ فاطمہ الزہراؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لختِ جگر تھے۔ نبی کریم ﷺ کو آپ سے بے پناہ محبت تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا: "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں"۔ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں آپ اور آپ کے بڑے بھائی حضرت حسنؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپؓ کا چہرہ مبارک رسول اللہ ﷺ کی شباہت سے بہت حد تک مشابہت رکھتا تھا۔ آپؓ تقویٰ، سخاوت، شجاعت، زہد اور عبادت گزاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپؓ نے بچپن سے ہی خلافتِ راشدہ کا دور دیکھا اور علم و حکمت کے ماحول میں پرورش پائی۔ اپنے والد گرامی حضرت علیؓ اور بھائی حضرت حسنؓ کے ادوارِ خلافت میں اسلامی ریاست کی خدمت کی اور مختلف جنگوں میں حصہ لیا۔

امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد جب ان کے بیٹے یزید نے اقتدار سنبھالا، تو اس نے مدینہ کے گورنر کے ذریعے امام حسینؓ سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ امام حسینؓ نے یزید کی تقرری کو مسلمانوں کے خلافتی نظام کے لیے نقصان دہ تصور کیا کیوں کہ اس طرح شورائیت پر مشتمل خلافت کی جگہ ملوکیت قائم ہونے کا خطرہ تھا، چنانچہ آپؓ نے یزید کی بیعت نہ کی اور مکہ تشریف لے گئے۔ اُدھر اہل کوفہ نے آپ کو خطوط لکھ کر عراق آنے کی دعوت دی تاکہ وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر سکیں۔

آپؓ اپنے اہل و عیال اور مخلص ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابنِ زیاد کے بھیجے ہوئے لشکریوں نے آپ کا راستہ روکا اور 10 محرم 61 ہجری کو کربلا کے تپتے میدان میں آپ کو محصور کر دیا۔ آپ کے قافلے پر پانی بند کر دیا گیا اور شدید مصائب کے بعد آپ کو اور آپ کے 72 ساتھیوں کو بے دردی

سے شہید کر دیا گیا۔

تاریخی حقائق کے مطابق، یزید اس سانحے کی بنیادی اور سیاسی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اس نے براہِ راست قتل کا حکم نہیں دیا تھا، لیکن اس نے حضرت حسینؓ کو جھکانے کے لیے طاقت کے استعمال کا حکم ضرور دیا تھا۔ عبید اللہ بن زیاد نے یزید کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حد سے تجاوز کیا اور حضرت حسینؓ کی تین نرم شرائط (مدینہ واپسی، سرحد پر منتقلی، یا یزید سے براہِ راست بات چیت) کو مسترد کر کے جنگ مسلط کی۔ سانحہ کربلا کے بعد یزید نے قاتلین حسین (جیسے ابنِ زیاد اور شمر) کو کوئی سزا نہیں دی اور نہ ہی ان سے باز پرس کی، جو اس کی خاموش رضامندی اور جرم میں برابر کی شرکت کو ظاہر کرتا ہے۔

سانحہ کربلا محض ایک جنگ یا سیاسی حادثہ نہیں تھا، بلکہ یہ اصولوں کی جنگ تھی- یزید اور اس کے حواریوں کو بظاہر دنیاوی کامیابی ملی، لیکن وہ تاریخ کے اندھیروں میں ہمیشہ کے لیے رسوا ہو گئے۔ دوسری طرف، امام حسینؓ کا نام رہتی دنیا تک حریت، آزادی اور حق پرستی کا استعارہ بن کر امر ہو گیا۔ سانحہ کربلا پوری انسانیت اور بالخصوص مسلمانوں کے لیے اسوہ اور رہنمائی کا ایک ابدی سرچشمہ ہے۔ اس عظیم قربانی سے جہاں مردوں کو شجاعت اور حق گوئی کا درس ملتا ہے، وہیں مسلمان خواتین کے لیے اس میں ایسے آفاقی اسباق موجود ہیں جو زندگی کے ہر شعبے میں ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ کربلا کی خواتین، بالخصوص سیدہ زینب بنتِ علیؓ نے مصائب کے پہاڑ ٹوٹنے کے باوجود جو کردار ادا کیا، وہ تاریخِ انسانی کا ایک درخشندہ باب ہے۔

خواتینِ اہلِ بیت نے اپنے سامنے بیٹوں، بھائیوں اور شوہروں کے جنازے اٹھتے دیکھے، خیمے جلتے دیکھے، لیکن زبان پر اللہ کا شکر اور صبر ہی رہا۔ یہ درس دیتا ہے کہ زندگی کی بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی انسان مایوس نہ ہو اور اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ بدترین حالات کے باوجود خواتینِ کربلا نے اپنے پردے، حیا اور عفت کی حفاظت کو اولین ترجیح دی۔ یہ موجودہ دور کی مسلم خواتین کے لیے پیغام ہے کہ حالات کتنے ہی جدید یا ناموافق کیوں نہ ہوں، حیا اور اسلامی تشخص پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ سیدہ زینب بنت علی نے ابنِ زیاد اور یزید کے بھرے درباروں میں جس بہادری اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ گفتگو کی، وہ رہتی دنیا تک حق گوئی کی مثال رہے گی۔

اس سے خواتین کو سبق ملتا ہے کہ وہ معاشرتی برائیوں، ظلم اور ناانصافی کے خلاف خاموش نہ رہیں، بلکہ حق کا ساتھ دیں۔ کربلا کے میدان میں جتنے بھی شہداء تھے، ان کی شجاعت کے پیچھے ان کی ماؤں، بہنوں اور بیویوں کی تربیت اور حوصلہ افزائی شامل تھی۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو حق پر قربان ہونے کے لیے خود تیار کیا۔

عشرہ محرم الحرام

فاطمہ سعید الرحمٰن

یومِ عاشوراء سے وابستہ تاریخ

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اس دن ہوئی، حضرت نوحؑ کی کشتی جبلِ جودی پر اس دن ہی آٹھہری، حضرت یونسؑ اسی دن مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے، حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے خلاصی ملی وہ یہی دن تھا، حضرت یعقوبؑ کی ملاقات حضرت یوسفؑ سے اسی دن ہوئی، اور حضرت یوسفؑ تختِ خلافت پر دس محرم ہی کو متمکن ہوئے، حضرت موسیٰؑ نے اسی دن اپنی قوم سمیت فرعون سے نجات پائی، اور اسی دن حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے، اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو آزمائش کے بعد بادشاہت ملی، اور حضرت ایوبؑ کو بھی بعد امتحان شفا اسی روز ملی، یہی وہ دن ہے جس میں حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھالیا گیا، اور یہی وہ دن ہے جس میں جگر گوشۂ رسول حضرت حسینؓ نے باطل سے ٹکرا کر جامِ شہادت گلے لگایا، اسی دن اس کائنات کی بساط لپیٹ کر قیامت برپا کر دی جائے گی۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، بحوالہ خصوصیات ماہ محرم الحرام ویوم عاشوراء، ومعارف القرآن [ملخصاً])

محرم میں کرنے کے کام

اس ماہ میں چند کام ہیں جن کو ہمیں انجام دینا ہے: ۱-یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا، ۲-گھر والوں پر خرچ میں توسّع کرنا، ۳-فرائض کا اہتمام اور نفلی عبادات بکثرت کرنا۔

صوم عاشوراء کی فضیلت محرم الحرام کے دیگر ایام سے بڑھی ہوئی ہے، ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جب رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے (اختیار دیا گیا) جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔“ (بخاری)

ایک حدیث میں اس دن کو اللہ رب العزت کا دن قرار دیا گیا۔ اور اس دن روزہ رکھنے کا ثواب یہ ہے کہ سال گزشتہ کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اس سے گناہوں سے صرف صغائر معاف ہوں گے، البتہ کبائر کے لیے توبہ شرط ہے۔

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہود بھی روزہ رکھا کرتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے ان کی مخالفت میں مزید ایک روزہ اضافہ کرنے کا حکم دیا، نو یا گیارہ تاریخ کو روزہ رکھ لیا جائے۔

محرم میں نہ کرنے کے کام

وہ امور جن سے اس ماہ میں بچنا ہے ۱-کالا لباس پہننا اور کالا جھنڈا لگانا، ۲-نحوست اور غم کا مہینہ سمجھنا، ۳-سوگ و تعزیہ اور ماتم کرنا، ۴شربت وغیرہ کی سبیلیں لگانا، ۵-دیگر من گھڑت رسموں کو اپنانا۔

محرم الحرام کی فضیلت

ابو محمد

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ اور "اشہر حرم" یعنی حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ واقعہ کربلا 61 ہجری میں پیش آیا، لیکن محرم کی عظمت اور فضیلت اس واقعہ سے صدیوں پہلے سے قرآن وسنت میں ثابت ہے۔ اس مہینے کی حرمت اور برکت کا تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہے، جس دن اس نے آسمان وزمین پیدا کیے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں" [سورۃ التوبہ]

ان چار مہینوں کی وضاحت نبی کریم ﷺ نے فرمائی: "تین مسلسل ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، اور ایک الگ ہے: رجب" [صحیح بخاری]

"اشہر حرم" میں ظلم کرنا، لڑائی کرنا اور گناہ کرنا دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ سخت گناہ ہے۔

نبی ﷺ نے محرم کو "شہرُ اللہ" یعنی "اللہ کا مہینہ" قرار دیا۔ [صحیح مسلم]

محرم کی 10 تاریخ یعنی عاشورہ کی فضیلت کربلا سے پہلے کے انبیاء کے واقعات سے ثابت ہے:

1. حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نجات: اس دن اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی اور فرعون کو غرق کیا۔ [صحیح بخاری]

نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا۔ وجہ پوچھی تو انہوں نے یہی واقعہ بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم موسیٰ کے تم سے زیادہ حق دار ہیں" چنانچہ آپ نے خود روزہ رکھا اور صحابہ کو حکم دیا۔

عرب کے لوگ اسلام سے پہلے بھی محرم کی تعظیم کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس مہینے میں جنگ بند کر دی جاتی تھی۔ قریشِ مکہ بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی رکھتے تھے"۔

واقعہ کربلا نے محرم کو غم کا مہینہ تو بنایا، لیکن اس کی اصل فضیلت "اللہ کا مہینہ" ہونے، "اشہر حرم" میں سے ہونے، اور عاشورہ کے دن انبیاء کی نجات کی وجہ سے ہے۔ یہ فضیلت 61 ہجری سے پہلے ہی قرآن وسنت سے ثابت تھی۔ لہٰذا محرم ہمیں روزے، توبہ، اور اللہ کے احکام کی تعظیم کا درس دیتا ہے۔

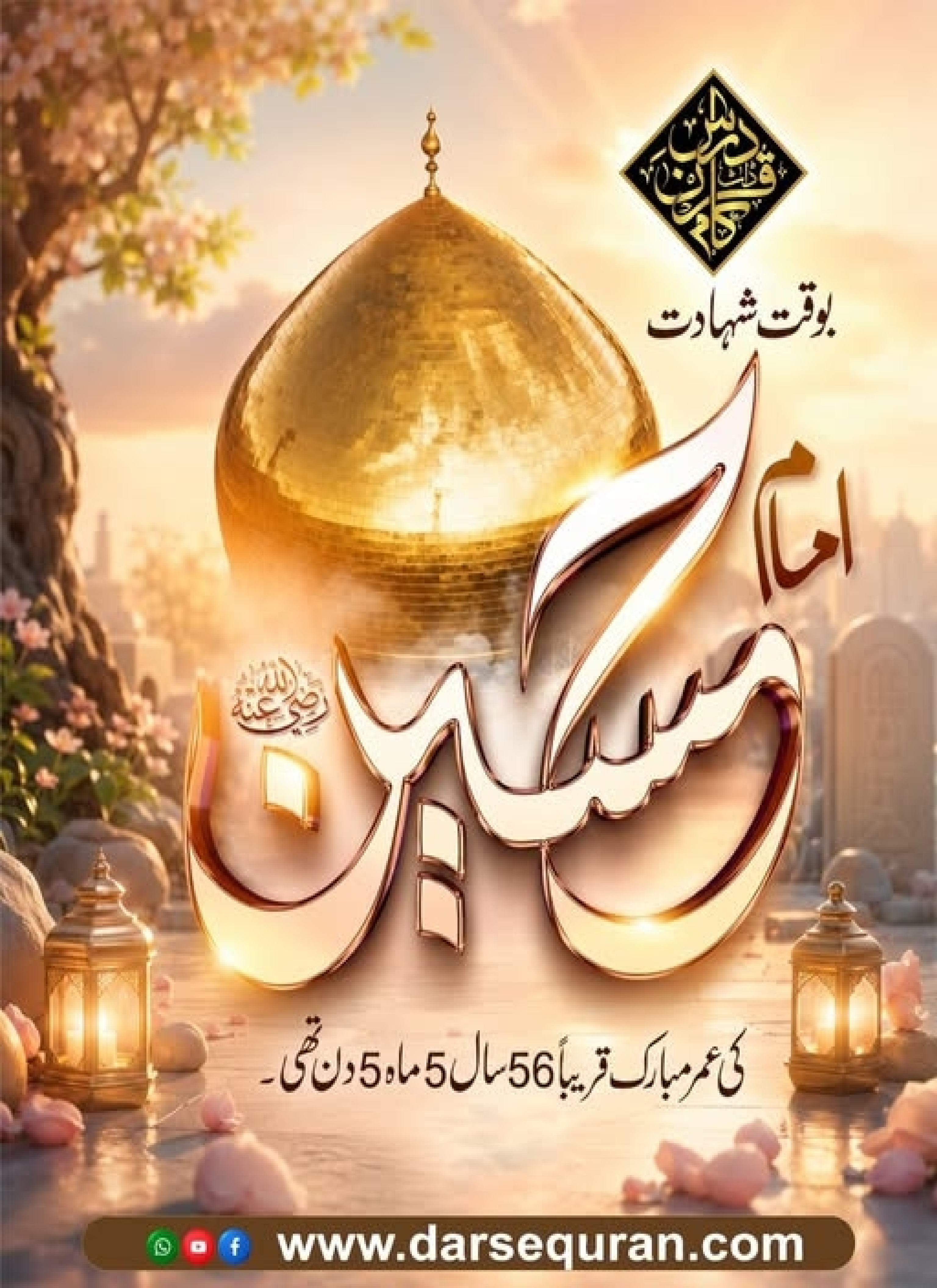
بوقت شہادت
امام حسین رضی اللہ عنہ
کی عمر مبارک قریباً 56 سال 5 ماہ 5 دن تھی۔
www.darsequran.com

خواتین کے بارے میں دینِ اسلام کی ہدایات

عذرا خالد

دینِ اسلام نے خواتین کو عزت، وقار اور احترام کا وہ بلند مقام عطا کیا ہے جس کی مثال دنیا کے کسی دوسرے نظام میں نہیں ملتی۔ اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے عظیم حقوق دیے ہیں اور مردوں کو ان کے ساتھ حسنِ سلوک، محبت، شفقت اور خیر خواہی کا حکم دیا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج بہت سے مرد حضرات ان تعلیمات سے یا تو ناواقف ہیں یا انہیں فراموش کر چکے ہیں، جس کے نتیجے میں گھروں میں ناچاقی، رنجشیں اور بے سکونی جنم لیتی ہیں۔ اگر مرد صرف چند بنیادی اسلامی ہدایات کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں تو بے شمار گھروں میں محبت، اعتماد اور سکون کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔

1۔ عورتوں کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو:

سورہ النساء میں ارشاد ہوتا ہے: "اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو۔"

یہ مختصر مگر جامع حکم ازدواجی زندگی کے پورے نظام کی بنیاد ہے۔ "معروف" سے مراد ہر وہ اچھا رویہ ہے جسے شریعت اور عقلِ سلیم پسند کرتی ہے۔ اس میں نرم گفتگو، عزت و احترام، تعاون، برداشت، خوش اخلاقی اور محبت سب شامل ہیں۔

بعض مرد یہ سمجھتے ہیں کہ گھر کے اخراجات پورے کر دینا ہی ان کی تمام ذمہ داری ہے، جبکہ اسلام صرف مالی کفالت کا نہیں بلکہ حسنِ معاشرت کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ بیوی کی عزت کرنا، اس کی رائے کا احترام کرنا، اس کے جذبات کو سمجھنا اور اس کی کمزوریوں پر صبر کرنا بھی اسی حکم کا حصہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی گھریلو زندگی کے ذریعے بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ آپ ﷺ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ محبت، نرمی اور خوش مزاجی کا معاملہ فرماتے تھے۔ یہی طرزِ عمل ہر مسلمان مرد کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

2۔ عورتوں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کا معاملہ کرو:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کا معاملہ کرو۔" (صحیح مسلم)

یہ حدیث خواتین کے حقوق کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی خصوصی تاکید کو ظاہر کرتی ہے۔ عورت زندگی کے مختلف مراحل میں کئی اہم ذمہ داریاں نبھاتی ہے۔ وہ بیٹی بن کر والدین کے لیے رحمت، بہن بن کر محبت کا ذریعہ، بیوی بن کر شریکِ حیات اور ماں

بن کر نسلوں کی معمار بنتی ہے۔

اس لیے مردوں پر لازم ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کا رویہ اپنائیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، ان کی عزتِ نفس کو مجروح نہ کریں، ان کی لغزشوں پر در گزر کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

ایک اچھا شوہر وہ نہیں جو صرف دوسروں کے سامنے خوش اخلاق ہو، بلکہ وہ ہے جو اپنے گھر میں بھی حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرے، کیونکہ اصل کردار کا امتحان گھر کی چار دیواری کے اندر ہوتا ہے۔

3۔ عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے بارے میں میری نصیحت قبول کرو۔" (بخاری و مسلم)

خواتین کے لیے سخت الفاظ، بے جا تنقید اور تحقیر آمیز رویہ اس کے دل کو زخمی کر سکتا ہے۔ اسلام نے نرمی کو کمزوری نہیں بلکہ حسنِ اخلاق اور قوتِ کردار کی علامت قرار دیا ہے۔ ایک نرم لفظ دلوں کو جوڑ سکتا ہے جبکہ ایک تلخ جملہ برسوں کی محبت کو کمزور کر سکتا ہے۔ گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مرد اپنے لہجے، الفاظ اور رویے میں نرمی پیدا کریں۔ محبت بھرے جملے، حوصلہ افزائی اور مسکراہٹ رشتوں کو مضبوط بناتی ہیں اور گھریلو زندگی میں سکون پیدا کرتی ہیں۔

4۔ بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔" (سنن ترمذی)

یہ حدیث عظمت کا ایک منفرد معیار پیش کرتی ہے۔ دنیا عام طور پر انسان کی کامیابی کو دولت، منصب یا شہرت سے ناپتی ہے، لیکن اسلام کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ بہترین سلوک کرے. بعض لوگ معاشرے میں خوش اخلاق نظر آتے ہیں لیکن گھر کے اندر ان کا رویہ سخت، تلخ اور بے رحم ہوتا ہے۔ اسلام ایسے دوہرے معیار کو پسند نہیں کرتا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے ثابت کیا کہ حقیقی عظمت اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت، شفقت اور حسنِ سلوک میں ہے۔ اگر ایک مرد اپنی بیوی، بچوں، والدین اور بہن بھائیوں کے لیے راحت، محبت اور تحفظ کا ذریعہ بن جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین لوگوں میں شمار ہو سکتا ہے۔

آج کے دور میں گھریلو مسائل، طلاقوں میں اضافہ، ذہنی دباؤ اور خاندانی انتشار کی ایک بڑی وجہ اسلام کی تعلیمات سے دوری ہے۔ جب مرد عورتوں کے احترام کو اپنا فرض سمجھیں گے، ان کے جذبات کی قدر کریں گے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا رویہ اختیار کریں گے تو گھر جنت کا نمونہ بن جائیں گے۔

یومِ شہادت یکم محرم الحرام

مرادِ رسول، خلیفۂ ثانی، فاتحِ اسلام

الفاروق رضی اللہ عنہ

حق اور باطل میں فرق کرنے والا

عدیسہ زاہد

عمر بن خطابؓ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابی خلیفہ دوئم اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ آپ کا لقب فاروق تھا کیونکہ آپ حق اور باطل کے درمیان واضح فرق کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے 13 سال بعد ہوئی۔

آپؓ قبیلہ قریش کی شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں ذہانت، فصاحت، معاملہ فہمی کے لیے مشہور تھے۔ عرب معاشرے میں آپ کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ابتدا میں آپ اسلام کی سخت مخالف تھے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہدایت کا فیصلہ فرما دیا تھا۔ ایک دن اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر قرآن سن کر گہرا اثر ہوا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی اور انہوں نے کھلے عام عبادت کرنا شروع کر دی۔ آپ نے ہجرت، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر اور بہت سے غزوات میں شرکت کی آپ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے مشیر اور مددگار رہے۔ قرآن کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں حضرت عمر کی رائے موافق آئی مثلاً:

حضرت عمر نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے ہیں لہذا ازواج مطہرات کو پردے کا حکم دیجئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی: **وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔**

سن ۱۳ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وصال کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کا دورِ خلافت تقریباً دس سال تک جاری رہا اور یہ اسلام کے بہترین ادوار میں سے ایک ہے۔ آپ کے دور میں سلطنت شام، عراق، مصر اور فارس تک پھیل گئی اور بصرہ اور کوفہ جیسے اہم شہر آباد ہوئے۔ بیت المال کا مضبوط نظام قائم کیا گیا۔ ہجری تقویم (کیلنڈر) کا آغاز ہوا۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔ آپؓ کا نظامِ عدل پوری دنیا میں مشہور ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ رات کے وقت بھیس بدل کر گشت فرماتے اور عوام کے حالات معلوم کیا کرتے۔ ایک مرتبہ رات کو گشت کرتے وقت ایک عورت کو دیکھا جو

اپنے بچوں کو بہلانے کے لیے ہانڈی میں خالی پانی اُبال رہی تھی کیونکہ گھر میں کھانے پینے کا کچھ سامان نہ تھا یہ ماجرہ دیکھ کر آپ فورًا بیت المال تشریف لے گئے اور اپنے کندھے مبارک پر اناج کی بوری اٹھا کر اس عورت کے گھر آئے اور اپنے سامنے کھانا تیار کروایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمر سے اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ اتنی وسیع سلطنت کے باوجود آپ انتہائی سادگی سے رہتے تھے۔ سادے پیوند لگے لباس زیب تن فرماتے۔ عام لوگوں کی طرح رہتے اور اپنے آپ کو عوام کا خادم کہتے۔ آپؓ تعالیٰ کے خوف اور قیامت کے دن کی جواب دہی سے بہت ڈرتے تھے۔

سن ۲۳ھ میں ذوالحجہ کے آخری ایام چل رہے تھے کہ ایک دن آپ فجر کی امامت کروا رہے تھے کہ اثناء نماز ہی ایک ملعون مجوسی غلام جس کا نام ابولؤلؤ فیروز تھا آپ پر زہر میں بجھے خنجر سے حملہ کیا اور کافی کاری وار لگائے جس کے باعث آپ شدید زخمی ہوئے۔ آپ کو گھر لے جایا گیا چند دن اسی تکلیف دہ حالت میں رہنے کے بعد یکم محرم الحرام کو شہادت کا مرتبہ پایا۔ حضرت عمر فاروقؓ کو روضہ مبارک میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اجازت سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

صالحہ

خنساء بنت خدام

حضرت حفص بن عمر الجعفی فرماتے ہیں کہ یمن میں ایک خاتون تھیں جن کا نام خنساء بنت خدام تھا۔ انہوں نے چالیس سال متواتر روزہ رکھا، جس کی وجہ سے ہڈی اور چمڑا ایک ہو گیا تھا۔ اللہ کی یاد میں اتنا روئی تھیں کہ دونوں آنکھیں جاتی رہیں۔ امام طاؤس اور امام وہب بن منبہ بھی ان کی تعظیم کرتے تھے۔ جب رات آجاتی اور ہر طرف سناٹا چھا جاتا تو ان کی غم میں ڈوبی ہوئی آواز بلند ہوتی: ”اے رب العالمین کب تک تو اس دنیا میں مقید رکھے گا۔ جلد اس سے نجات دے تاکہ تیرا وعدہ پورا ہوتا ہوا دیکھ سکوں“

یہ کہہ کر ان پر گریہ طاری ہو جاتا تھا حتیٰ کہ پاس پڑوس والے بھی ان کے رونے کی آواز دیر تک سنتے رہتے تھے۔ (صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

خلیفہ دوم

فائق ترابی

بڑے لوگوں کی بصیرت سے عمر واقف ہے
سبھی اسرارِ خلافت سے عمر واقف ہے

اُس کی تائید میں قرآن کی آیات آئیں
نقطۂ با کی حقیقت سے عمر واقف ہے

اُسے تسلیم دل و جاں سے مقامِ حَسَنین
آلِ زہرا کی طہارت سے عمر واقف ہے

سب سے پہلے کہا "تبریک" غدیرِ خُم پر
علی مولا کی ولایت سے عمر واقف ہے

رحماء کے ترحُم کی مثالی تصویر
اور اشدّاءُ کی شدت سے عمر واقف ہے

اُس کے شانے پہ ہے تلوار دمِ ہجرت بھی
جادۂ عزم و عزیمت سے عمر واقف ہے

بابِ زہرا کو جلائے گا یہ ممکن ہی نہیں
تیغِ حیدر کی جلالت سے عمر واقف ہے

جانتا ہے وہ دبستانِ خلافت کے رموز
تازہ خوشبو کی نزاکت سے عمرواقف ہے

اک مچلتی ہوئی شمشیر ہے ہاتھوں میں مگر
میرے آقا کی طبیعت سے عمر واقف ہے

بغضِ حیدر لیے طیبہ کی طرف مت جانا
حق و باطل کے تفاوت سے عمرواقف ہے

کیوں نہ لہجے پہ تصرف ہو عمر کا فائق
اپنے شاعر کی جبلّت سے عمر واقف ہے

ذکرِ حسنین رضی اللہ عنہما

دوشِ نبیؐ کے شاہسواروں کی بات کر
کون و مکاں کے راج دُلاروں کی بات کر

جن کے لیے ہیں کوثر و تسنیم موجزن
اُن تشنہ کام بادہ گُساروں کی بات کر

خُلدِ بریں ہے جن کے تقدّس کی سیرگاہ
اُن خوں میں غرق غرق نگاروں کی بات کر

کلیوں پر کیا گزر گئی پھولوں کو کیا ہُوا
گُلزارِ فاطمہؓ کی بہاروں کی بات کر

جن کے نفس نفس میں تھے قرآں کھلے ہُوئے
اُن کربلا کے سینہ فگاروں کی بات کر

شمرِ لعیں کا ذِکر نہ کر میرے سامنے
شیرِ خدا کے مرگ شعاروں کی بات کر

(۲۳-۱۳۷۵ھ/۵۴-۱۹۵۶ء کے درمیان کہی گئی)

ستارۂ شکیبائی

قسط نمبر ۲

سہیمہ بتول

کچن سے گھر کے ایک فرد کا میری والدہ کے لیے انتہائی سخت لہجہ اور تلخ کلامی میری سماعتوں میں زہر گھول دیتی ہے۔ میں اپنی بات وہیں چھوڑ کر، "کیا ہوا؟" کہتے فوراً کچن کی طرف لپکتی ہوں۔ میری پیاری ماں مہر بہ لب ہیں لیکن ان کی خاموشی میں، ان کی آنکھوں میں اترا درد مجھے اپنے دل میں محسوس ہوتا ہے۔ میرا خون کھول اٹھتا ہے۔ میں غصے میں کچھ سخت الفاظ بول دیتی ہوں۔

میرے پیارے ابو جی کے چہرے پر بھی اس غلط بات پر ناگواری کی رمق موجود ہے، لیکن وہ جانتے ہیں کہ اگر میں نے ایک لفظ بھی کہا تو یہ چنگاری شعلہ بن جائے گی۔ اس لیے اپنے تاثرات چھپاتے ہوئے چہرے پر مصنوعی مسکان سجا لیتے ہیں۔

مجھے آج بھی ان کی کھوکھلی اور مصنوعی ہنسی سنائی دیتی ہے اور میرا ذہن بتانے کی سعی کرتے ان کے الفاظ:

"صوفی! (میرے ابو جی مجھے پیار سے صوفی کہا کرتے تھے) تمہیں بھی غصہ آ جاتا ہے؟ میں تو سمجھتا تھا کہ تمہیں غصہ نہیں آتا" مجھے آج بھی رلا دیتے ہیں۔

چند خوبصورت یادیں اکٹھی ہی درِ دل پر دستک دینے چلی آئی ہیں: عشاء کے بعد کا وقت ہے۔ موسم سرما کی شدت لوگوں کو گھروں میں دبکنے پر مجبور کر رہی ہے۔ ابو جی بھی تھکے ہوئے گھر پہنچے ہیں۔ اتنے میں گلی میں ایک بچے کی ٹھٹھرتی آواز ابھرتی ہے

"آنڈے۔۔۔ گرم آنڈے"

ابو جی فوراً اٹھتے ہیں۔ اس بچے کو اندر لاتے ہیں اور انڈے خرید کر اسے ہی کھلاتے ہیں، پھر اسے اضافی رقم بھی دیتے ہیں۔

اور یہ گرمیوں کی جھلساتی اور کڑکتی دوپہر ہے۔ ابو جی سخت علیل اور صاحبِ فراش ہیں۔ آرام کے لیے لیٹے ہوئے ہیں کہ باہر ایک سبزی فروش بچے کی آواز آتی ہے۔۔۔

ابو جی فوراً جا کر اس سے ساری سبزی خرید لیتے ہیں۔ بچہ پریشان ہوتا ہے تو اسے سمجھاتے ہیں کہ بیٹا تم جلدی فارغ ہو جاؤ گے اور گھر جلدی پہنچ جاؤ گے۔ اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں۔

ابو جی ایک ماہر نباض اور فرض شناس کوالیفائیڈ طبیب تو تھے ہی، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بصیرت و فراست میں بھی حظِ وافر ملا تھا اور رحم دلی بھی خاص طور پر ودیعت ہوئی تھی۔ مریضوں کو دیکھ کر ان کے گھریلو حالات سمجھ جاتے۔ ایسا اکثر دیکھا گیا کہ کوئی مریض غریب ہے تو اسے دوائی کے ساتھ واپسی کے کرائے کے لیے پیسے بھی دے دیئے ہیں تاکہ اسے کوئی پریشانی نہ ہو۔

رمضان المبارک میں تو اللہ کے راستے میں بہت زیادہ خرچ فرماتے اور اس میں بھی ان کی کوشش ہوتی کہ کسی کو علم نہ ہو۔ نمود و نمائش سے کوسوں دور تھے۔ میں نے خود بارہا دیکھا کہ کسی رفاہی ادارے کی رسید بک لے آئے ہیں اور گھر آ کر مختلف فرضی ناموں سے اس پر رقم لکھتے جا رہے ہیں اور کسی ایک رسید پر بھی اپنا نام نہیں۔

اب ایک اور منظر چشم تصور کا مرکز بن گیا ہے۔ وہ سفر سے واپس تشریف لائے ہیں۔ بیٹھتے ہوئے نظر سامنے کتابوں کی الماری پر پڑتی ہے۔ فوراً میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "صوفی نے ساری کتابیں "چاٹ "لیں؟"(ابو جی مزاحاً مجھے کتابی کیڑا کہا کرتے تھے)۔ میں انہی کے انداز میں لیکن ادب کے ساتھ جواب دیتی ہوں۔

"نہیں ابو جی! ابھی صرف 'چکھی' ہیں۔ مکمل نہیں 'چاٹیں'۔" آپ ہنس پڑتے ہیں۔

میں معصومیت سے پوچھتی ہوں۔ "ابو جی! آپ کو کیسے پتہ چلا؟" ہنستے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے کتابیں دیکھ کر ہی معلوم ہو گیا تھا۔۔۔(میں پوری کوشش کرتی کہ کتاب اپنی جگہ سے ایک انچ بھی آگے پیچھے نہ ہو لیکن انہیں پھر بھی معلوم ہو جاتا۔)

ابو جی کا اصلاحی تعلق حضرت خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، اور وہ حقیقی معنوں میں فنا فی الشیخ کی عملی تصویر تھے۔ وہ ان کا ذکر انتہائی محبت و عقیدت کے ساتھ "بابا جی" کے نام سے کیا کرتے تھے۔ "بابا جی" کا عشق ان کے انگ انگ میں سمایا ہوا تھا۔ آیئے اس عشقِ مرشد کا مشاہدہ کرتے ہیں:

ابو جی کا گردوں کا مرض شدت اختیار کر گیا ہے۔ کریٹینن، یوریا بہت بڑھا ہوا ہے۔ ڈاکٹرز مایوسی کا اظہار کر چکے ہیں۔ کئی دن سے غنودگی کی سی کیفیت طاری ہے۔ کسی کو پہچانتے نہیں۔ اس حالت میں زبان پر "بابا جی" کا ذکر ہے۔

ایک دن فرماتے ہیں۔ "بابا جی میرے لیے فلاں چیز لائے ہیں۔ کچن میں شیلف پر پڑی ہے۔ وہ لے کر آؤ۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

بتانے پر کہ مذکورہ چیز وہاں موجود نہیں۔ زور دے کر فرماتے ہیں۔ "بابا جی لائے ہیں۔ وہیں ہو گی"

اور پھر چیز تو ہمیں نہیں ملتی لیکن ابو جی روبہ صحت ہونے لگتے ہیں اور کئی برس اس کے بعد حیات رہتے ہیں۔

ان کے مرض الوفات میں۔۔۔ وفات سے چند روز قبل، ہمارے چچا بحالت مراقبہ یا خواب، دیکھتے ہیں کہ "بابا جی، ابو جی کا نام لے کر فرما رہے ہیں کہ "انہیں فلاں دوا دو"

ابو جی کا یہ سن کر خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ فوراً دوائی منگوا کر استعمال کرتے ہیں اور وارفتگی و بیخودی کے عالم میں بار بار فرماتے ہیں: "بابا جی نے یہ فرمایا ہے۔" "بابا جی کو میں اب بھی یاد ہوں۔ ان کا مجھ سے تعلق اب بھی برقرار ہے"

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر ۱۳

زوجہ محمد اقبال

اس بات پر غور کیجیے کہ تاریخ کی کتابوں میں جس شان و عظمت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا ذکر ملتا ہے، اس کی مثال کسی اور نبی کے بارے میں نہیں ملتی۔ یہی بات اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانوں میں آخری نبی، حضرت محمد ﷺ کی آمد کی خوشخبری سنائی۔

روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام تشریف لائے، اور ہر نبی نے اپنی امت کو آنے والے رسولِ آخر الزمان ﷺ کی بشارت دی۔ تورات میں، زبور میں، انجیل میں، حتیٰ کہ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی نبی کریم ﷺ کے اوصاف، بشارات اور ذکرِ مبارک موجود ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ازل سے علم تھا کہ نبی اکرم ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائیں گے، خاتم الانبیاء ہوں گے، اور ان کی ولادت ایک مقررہ زمانے میں ہوگی، تو پھر یہ اتنا عظیم اہتمام کیوں؟

اس کا جواب یہی ہے کہ جس قدر کسی شخصیت کا مقام بلند ہوتا ہے، اسی قدر اس کے استقبال اور تعارف کا اہتمام بھی عظیم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شان کو ظاہر کرنے کے لیے ہر نبی کو یہ ذمہ داری عطا فرمائی کہ وہ اپنی امت کو رسولِ اکرم ﷺ کی آمد کی خوشخبری دے، تاکہ دنیا جان لے کہ آنے والا نبی کوئی معمولی ہستی نہیں، بلکہ تمام انبیاء کے سردار، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں، ہر امت میں، اور ہر آسمانی کتاب میں نبی کریم ﷺ کا ذکرِ خیر ملتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت، رفعتِ شان اور بلند مقام کا ایک عظیم اعلان ہے۔

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ جو شخص ایمان لائے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسولوں پر ایمان لائے گا، کیونکہ اللہ کے تمام انبیاء برحق ہیں اور تمام رسول سچے ہیں۔ کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ بعض انبیاء کو مانے اور بعض کا انکار کرے۔

لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ ہمیں کہیں یہ نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا ہو کہ اگر کسی دوسرے نبی کا زمانہ تم پاؤ تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ البتہ یہ عظیم اور منفرد شان صرف سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہوئی۔ (جاری ہے)

خواتین کے مسائل

دارالافتاء الاخلاص

دس محرّم الحرام کے روزہ کی فضیلت اور روزہ رکھنے کا طریقہ (فتوی نمبر:50)

سوال: محترم مفتی صاحب! دس محرّم الحرام کے روزہ کی کیا فضیلت ہے اور اس کو رکھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: محرّم الحرام کی دسویں تاریخ جس کو عام طور پر 'عاشوراء' کہا جاتا ہے، یہ دن اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کا خصوصی طور پر حامل دن ہے، جب تک رمضان المبارک کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے، اس وقت تک عاشوراء کا روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا تھا، بعد میں جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تو اس وقت عاشوراء کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی، لیکن حضور اکرم ﷺ نے عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے، ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ جل شانہ کی رحمت سے یہ امید ہیکہ جو شخص عاشوراء کے دن روزہ رکھے گا تو اس کے پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، لہذا اس دن روزہ رکھنا سنت ہے، البتہ اس میں ایک مسئلہ اور بھی ہے، وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں جب بھی عاشوراء کا دن آتا تو آپ روزہ رکھتے، لیکن وفات سے پہلے جو عاشوراء کا دن آیا تو آپ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور ساتھ میں یہ ارشاد فرمایا کہ دس محرّم کو ہم مسلمان بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہلکی سی مشابہت ہو جاتی ہے، لہذا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو صرف عاشوراء کا روزہ نہیں رکھوں گا، بلکہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا کر 9 محرّم یا 11 محرّم کا روزہ بھی رکھوں گا، تاکہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے۔

عاشوراء والے دن اہل و عیال پر وسعت کرنے کی فضیلت (فتوی نمبر:49)

سوال: ہم نے یہ حدیث سنی ہے کہ دس محرّم کو جو اپنے اہل و عیال پر رزق کی وسعت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سارا سال رزق کی فراہمی کرتا ہے، کیا یہ حدیث صحیح ہے اور ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے؟

جواب: ایک ضعیف حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں پر اور ان لوگوں پر جو اس کے عیال میں ہیں، مثلاً: اس کے بیوی بچے، گھر کے ملازم وغیرہ، ان کو عام دنوں کے مقابلے میں عمدہ اور اچھا کھانا کھلائے اور کھانے میں وسعت اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں برکت عطا فرمائیں گے۔

یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے مضبوط نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس پر عمل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اس عمل پر جو فضیلت بیان کی گئی ہے، وہ ان شاء اللہ حاصل ہو گی۔ (المعجم الاوسط: 9/121، ط: دار الحرمین)

سال نو کا ہدف

اور اسلامی زندگی کا نقشہ

بنت احمد کراچی

ہر گزرتا دن، رات، ہفتے، مہینے، سال ہمیں زندگی سے دور اور موت کے قریب کر رہے ہیں اور ہم میں سے اکثریت زندگی کو بغیر کسی مقصد اور کسی بھی عزم کے بغیر گزار رہی ہے کوئی ولولہ نہیں، کوئی ذوق نہیں، کوئی خوف نہیں اس لحاظ سے کے صبح و شام گزر رہے ہیں بغیر کسی احتساب کے۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے۔
عمر یونہی تمام ہوتی ہے

نہ موت کا دھڑکہ ہے نہ زندگی کا شعور ہے بس نئے سال پر شور، شرابہ فائرنگ، پارٹیاں مکس محفلیں، ناچ، گانے نہ تو یہ زندگی کے مقاصد ہیں نہ اسلامی زندگی کا طرز بس یہ ہی سب کرنے کے بعد بے مقصد زندگی گزار کر چلے جائیں؟ آخرت کے لئے کیا کیا؟ قبر کے لئے کچھ چراغ روشن کئے کچھ امید کی شمعیں جلائیں؟ چلیں ابھی زندگی کا چراغ روشن ہے جو غفلت میں گزر گئی اس پر توبہ کر کے آئندہ زندگی کے لئے کچھ مقصد کوئی لائحہ عمل طے کرتے ہیں کچھ ایسے کاموں کو ہدف بناتے ہیں جو اسلامی معاشرے کی عکاسی کرتے ہوں جو لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔

اس دور کی سب سے بڑی ضرورت لوگوں کو اسلامی طرز پر زندگی گزارنے کی طرف توجہ دلانے کی بہت شدت سے ضرورت ہے یہ ہی ہماری اگے کی زندگی کی ترجیح ہونی چاہیے اور اس کا سب سے بہترین طریقہ لوگوں کو اللہ تعالی کی رحمت کی طرف متوجہ کرنا ہے مغفرت کی امید دلانی ہے۔مایوسی کی دلدل سے نکال کر امید کی کرن دلوں میں جگانی ہے اللہ رب العزت کی محبت کی ایسی چنگاری دلوں میں جلانی ہے کے کوئی بھی اللہ کی رحمت سے ناامید ہو کر گناہوں کی دلدل میں دھنستا نہ چلا جائے بلکہ اس کے دل اللہ تعالی کی محبت کی آگ ایسی روشن ہو جائے کے وہ اس روشنی میں دوسروں کو راستہ دکھانے والا بن جایے۔

ایک بزرگ جب بھی بیان کرتے صرف اللہ کی رحمت اور محبت پر بات کرتے۔لوگ بہت تیزی سے اللہ تعالی کی محبت میں گرفتار ہوتے جاتے "70" سال تک اسی طرح لوگوں کو اللہ تعالی کی رحمت کی طرف متوجہ کرتے رہے اور کتنے لوگ اللہ کی رحمت سے قریب ہوتے گئے انتقال کے بعد جب اللہ تعالی کے سامنے پیش ہوئے تو خوفزدہ تھے اللہ تعالی نے فرمایا کے تم ڈرے ہوئے کیوں ہو

تم "ستر" سال لوگوں کو میری رحمت کی طرف متوجہ کرتے رہے تو کیا میں تمھیں اپنی رحمت سے محروم کردونگا؟ جنت کا فیصلہ ہوگیا" سبحان اللہ"

تو بس اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑتے رہیں پیار سے، حکمت سے، نرمی سے چھوٹے ہیں تو شفقت سے واقعات کی شکل میں رہنمائی کرکے۔ تھوڑی قربانی اور محنت کی ضرورت ہے اللہ کی رضا کو پیشِ نظر رکھ کر اور اللہ کے سامنے پیشی کو سامنے رکھ اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنا ہے روٹھے ہوئے رب کو راضی کرنا ہے یہ مقاصد ذہن میں رکھ کر اللہ سے مدد کی امید رکھ کر اس پر آج سے ہی عمل کی نیت کرلیں ان شاءاللہ زندگی کا سفر آسان اور بامقصد بھی اور اسلامی طرز زندگی کی عملی مثال بھی۔۔۔

محرم الحرام

اور ہماری ذمہ داریاں

حافظہ ام رومان

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جو اپنی آمد کے ساتھ ہی ہمیں ایک نئے عزم، نئی سوچ اور نئی روحانی زندگی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ مہینہ صرف کیلنڈر کی تبدیلی نہیں بلکہ دلوں کی تبدیلی کا پیغام بھی ہے۔ محرم ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مسلمان کی اصل پہچان اس کا ایمان، اس کا کردار اور اس کی حق کے ساتھ وابستگی ہے۔ محرم الحرام کی عظمت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ ان چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص حرمت عطا فرمائی ہے۔ اس مہینے میں نیکیوں کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے اور گناہوں کی سنگینی بھی زیادہ ہو جاتی ہے، اس لیے ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مہینے کو غفلت میں گزارنے کے بجائے اپنی اصلاح اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ بنائے۔

واقعۂ کربلا محرم الحرام کا سب سے اہم اور دردناک مگر سبق آموز واقعہ ہے۔ یہ واقعہ ہمیں حق و باطل کے درمیان واضح فرق سکھاتا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان اور جانثار ساتھیوں کے ساتھ جس صبر، استقامت اور قربانی کا مظاہرہ کیا وہ رہتی دنیا تک کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ سچائی کا ساتھ دینا خواہ کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ مانگے، اسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔

کربلا ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ دین کی حفاظت صرف زبان سے نہیں بلکہ عمل، قربانی اور ثابت قدمی سے

ہوتی ہے۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے ظاہری طاقت کے مقابلے میں حق کو ترجیح دی اور ظلم کے سامنے جھکنے کے بجائے عزت کی موت کو گلے لگایا۔یہی پیغام ہر مسلمان کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

محرم کے مہینے میں ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنی ذات کا محاسبہ کریں۔ہم دیکھیں کہ ہم اپنی زندگی میں کہاں کھڑے ہیں، ہمارے اعمال کس سمت جارہے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات سے کتنے قریب یا دور ہیں۔ محرم ہمیں یہ موقع دیتا ہے کہ ہم اپنی غلطیوں پر ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کا عہد کریں۔

دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ ہم محرم کے پیغام کو صرف جذبات تک محدود نہ رکھیں بلکہ اسے عمل میں لائیں۔آج معاشرے میں جھوٹ، بددیانتی، ظلم، ناانصافی اور بے حیائی جیسے مسائل عام ہو چکے ہیں۔ محرم ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم ان برائیوں کے خلاف عملی قدم اٹھائیں اور اپنی زندگیوں کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالیں۔

خواتین کے لیے واقعۂ کربلا میں خاص طور پر بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جس صبر، حوصلے اور ایمان کی قوت کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ کا ایک بے مثال باب ہے۔انہوں نے نہ صرف مصیبتوں کو برداشت کیا بلکہ کربلا کے پیغام کو دنیا تک پہنچایا۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک باہمت عورت دین کی حفاظت اور اصلاحِ معاشرہ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

آج کی مسلمان عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر، اپنی اولاد اور اپنے معاشرے کی اصلاح کی بنیاد بنے۔وہ اپنی حیا، پردے، اخلاق اور کردار کے ذریعے ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے میں کردار ادا کرے۔ماں کی گود پہلی درسگاہ ہوتی ہے، اس لیے اگر ماں مضبوط ایمان اور اچھے اخلاق کی حامل ہو گی تو آنے والی نسل بھی صالح ہو گی۔

محرم ہمیں اتحاد اور اخوت کا درس بھی دیتا ہے۔امتِ مسلمہ کی سب سے بڑی کمزوری آپس کے اختلافات اور دوریاں ہیں۔ اگر ہم واقعی واقعۂ کربلا سے سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں نفرتوں کو ختم کر کے محبت، بھائی چارے اور خیر خواہی کو فروغ دینا ہو گا۔

ا

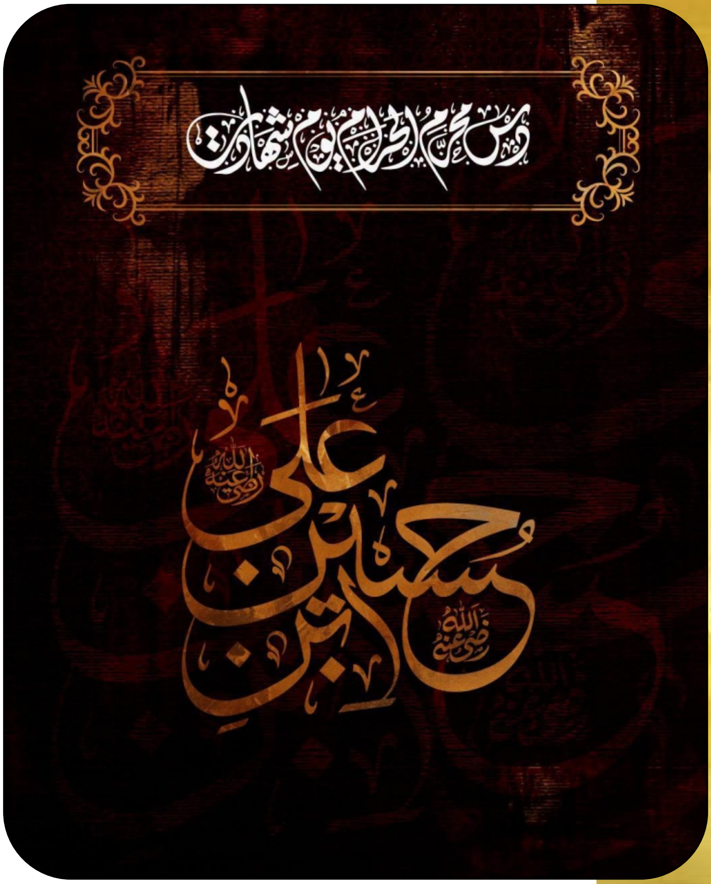

کپڑوں کے ڈیزائن کا انتخاب کرنا ایک آرٹ ہے، آج ہم آپ کو بتائیں گے کہ آپ کپڑے ڈیزائن اور خوبصورت کیسے سلوا سکتی ہیں۔

رابعہ نوید

ایک خاموش مجاہد کی عظمت کا اعتراف

مولانا سہیل عبدالرحمن باوا
ختم نبوت اکیڈمی لندن

21جون2026 والدِ ماجد حضرت مولانا عبدالرحمن باوا رحمہ اللہ کے وصال کو کئی دن گزر چکے ہیں، لیکن تعزیت کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے تعزیتی پیغامات موصول ہو رہے ہیں اور دور دراز علاقوں سے معزز علماء کرام، مشائخ عظام اور دینی شخصیات تشریف لا کر اپنے رنج و غم کا اظہار کر رہی ہیں۔

لندن میں پاکستانی سفارت خانے کے نمائندوں نے بھی تعزیت کا اظہار کیا۔ نیوہم لندن کے میئر نے پہلے دن تعزیتی پیغام ارسال کیا اور بعد ازاں خود ختمِ نبوت اکیڈمی لندن تشریف لا کر اہلِ خانہ سے اظہارِ افسوس کیا۔

ہر آنے والا ایک ہی بات کہتا ہے کہ حضرت باوا صاحب رحمہ اللہ کی جدائی صرف ایک خاندان یا ایک ادارے کا نہیں بلکہ پوری امت کا نقصان ہے۔

ان دنوں بہت سے ایسے پیغامات بھی موصول ہوئے جن سے والدِ ماجد کی زندگی کے وہ گوشے سامنے آئے جو شاید عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔

متعدد افراد نے بتایا کہ حضرت نے ان پر ایسے خفیہ احسانات کیے جن کا ذکر انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے نہیں کیا۔ یہی اللہ والوں کی شان ہوتی ہے کہ وہ نیکی کرتے ہیں مگر اس کی تشہیر نہیں کرتے۔ ان کی رحلت کے بعد لوگوں کے دلوں میں محفوظ وہ واقعات زبان پر آتے ہیں اور ان کے اخلاص کی گواہی دیتے ہیں۔

آج بھی صبح سے مختلف شہروں اور علاقوں سے وفود تعزیت کے لیے آ رہے ہیں۔ ہر شخص کی زبان پر ایک ہی جملہ ہے کہ ”باوا صاحب کا غم پوری امت کا غم ہے۔“ شاید بہت سے لوگ انہیں ان کی زندگی میں اس طرح نہ پہچان سکے ہوں جس طرح پہچاننا چاہیے تھا، لیکن اس فانی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد انہوں نے لاکھوں دلوں میں اپنی محبت، اخلاص اور خدمتِ دین کی یاد کو ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کے لیے ان کی بے مثال محنت کا اعتراف اکابر علماء بھی کر رہے ہیں۔ آج عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت برطانیہ کے مبلغ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وفاق المدارس

العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے عرض کیا: ''باوا صاحب نے ختمِ نبوت کی محنت کو لیوں کی طرح کی ہے۔''اس پر حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے فرمایا: ''واقعی، انہوں نے خاموشی، استقامت اور اخلاص کے ساتھ عمر بھر یہ خدمت انجام دی ہے۔''

یہی دراصل والدِ ماجد کی زندگی کا خلاصہ ہے۔ نہ شہرت کی طلب، نہ عہدے کی خواہش، نہ ناموری کی جستجو؛ صرف ایک مقصد، ایک فکر اور ایک مشن تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت۔ آج ان کے وصال کے بعد جس طرح دنیا بھر سے محبتوں، دعاؤں اور تعزیتوں کا سلسلہ جاری ہے، وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کے دلوں میں ایک خاص مقام عطا فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ والدِ ماجد کی کامل مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے اخلاص، استقامت اور خدمتِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مدینہ منورہ کا سفر، روح کی پکار

سیدہ حجاب امجد (سعودیہ)

میرا مدینہ منورہ کا سفر میری زندگی کے یادگار ترین لمحات میں سے ایک ہے۔ جب ہم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو دل میں عجیب سی بے قراری تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دل اپنے محبوب شہر کی طرف کھنچا چلا جا رہا ہو۔ راستے بھر صحرا اپنی پوری وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا۔ دور دور تک خشک پہاڑ نظر آتے تھے جو خاموشی سے صدیوں کی داستانیں سناتے محسوس ہوتے تھے۔ کہیں مٹی سے بنے چھوٹے گھر دکھائی دیتے تھے اور کہیں کپڑوں سے بنے سادہ جھونپڑے، جن سے عرب کی قدیم زندگی کی جھلک ملتی تھی۔ سفر طویل تھا لیکن شوق اتنا زیادہ تھا کہ تھکن کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا۔

راستے لمبے تھے مگر دل بے قرار تھا،
مدینے کا تصور ہی میرا سہارا تھا

جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے، میں تاریخ کے ان سنہرے لمحوں کے بارے میں سوچتی رہی جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ اہلِ مدینہ روزانہ آپ ﷺ کے انتظار میں شہر سے باہر نکلتے اور دور تک نظریں جمائے رکھتے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو خوشی کی ایک لہر پورے شہر میں دوڑ گئی۔ یہی وہ مبارک سرزمین ہے جہاں مسجد نبوی شریف تعمیر ہوئی اور جہاں سے اسلام کا نور پوری دنیا میں پھیلا۔

رات کے وقت جب ہم مدینہ منورہ کے قریب

پہنچے تو منظر یکسر بدل گیا۔ صحرا کی تاریکی کے بعد اچانک ہر طرف روشنیاں جگمگانے لگیں۔ سڑکیں، عمارتیں اور گلیاں نور میں نہائی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے پورا شہر اپنے مہمانوں کے استقبال کے لیے سجا ہو۔

پھر وہ لمحہ آیا جس کا میں مدتوں سے انتظار کر رہی تھی۔ دور افق پر مسجد نبوی شریف کے بلند و بالا مینار

نظر آئے۔ ان کی روشنی رات کے اندھیرے میں ستاروں کی مانند چمک رہی تھی۔ جب میری نظر گنبدِ خضریٰ پر پڑی تو آنکھیں بے اختیار نم ہو گئیں۔

نگاہ اٹھی تو منظر کچھ اور ہی تھا،
ہر سمت نور تھا، دل پر سکون ہی تھا۔

ہم مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچتے گئے، دل کی دھڑکن تیز ہوتی گئی۔ میں نے بے اختیار سلام عرض کیا:

السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
السلام علیک یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
السلام علیک یا خیر خلق اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس لمحے کی کیفیت بیان کرنا ممکن نہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مسلمان وہاں موجود تھے۔ زبانیں مختلف تھیں مگر سب کے دل ایک ہی محبت میں دھڑک رہے تھے، اور وہ محبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت تھی۔

مسجد نبوی شریف کے روشن صحن میں کھڑے ہو کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے دنیا کی تمام پریشانیاں ختم ہو گئی ہوں۔ وہاں کی فضا میں ایک ایسا سکون تھا جو کہیں اور محسوس نہیں ہوتا۔ وقت جیسے تھم سا گیا تھا اور دل صرف شکر ادا کر رہا تھا۔ میں لوٹ تو آئی ہوں اپنے دیار کی طرف، لیکن میرا دل آج بھی مدینہ منورہ میں رہتا ہے۔ جسم واپس آ گیا ہے مگر روح اب بھی انہی روشن میناروں اور گنبدِ خضریٰ کے سائے میں سکون تلاش کرتی ہے۔

بدن تو لوٹ آیا ہے زمانے کی طرف،
مگر دل آج بھی مدینے میں ٹھہرا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بار بار اس مقدس شہر کی حاضری نصیب فرمائے اور ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت اور قرب عطا فرمائے۔ آمین

شہیدؒ ابوالبراءؒ

ملین افراد کو کلمہ پڑھانے والا عظیم داعی

قسط: ۲

ضیاء چترالی

بہر حال ابوالبراء شہید کی دعوت کا انداز نہایت منفرد تھا۔ وہ مناظروں سے گریز کرتے، لوگوں کی ضروریات کو سمجھتے اور ان کی مدد کرتے۔ ان کے نزدیک سب سے بڑی تبلیغ یہ تھی کہ آپ اپنے کردار سے اسلام کو پیش کریں۔

مگر جیسے جیسے ان کا اثر بڑھتا گیا، ویسے ویسے ان پر عالمی توجہ بھی بڑھنے لگی۔ 1990ء کی دہائی میں جب دنیا میں دہشت گردی کے خلاف بیانیہ شدت اختیار کر رہا تھا، تو ابوالبراء شہید جیسے افراد بھی شک کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ 1994ء میں وہ امریکہ گئے، جہاں انہیں اچانک گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر کوئی واضح جرم ثابت نہیں کیا گیا، مگر انہیں حراست میں رکھا گیا اور بعد ازاں ملک بدر کر دیا گیا۔ امریکی حکام نے محض یہ کہا کہ ان کی موجودگی "امریکی مفادات کے خلاف" ہے۔

اس کے بعد انہیں اردن منتقل کیا گیا، جہاں ایک مقدمے میں انہیں سزائے موت سنائی گئی، حالانکہ وہ اس سے قبل کبھی اردن گئے بھی نہیں تھے۔ یہ مقدمہ بعد میں اس وقت ختم ہو گیا جب مرکزی گواہ نے اعتراف کیا کہ اس کی گواہی تشدد کے ذریعے حاصل کی گئی تھی۔ عدالت نے ابوالبراء کو بری کر دیا۔

یہ بظاہر ایک بڑی کامیابی تھی، مگر حقیقت میں یہ ان کی مشکلات کا آغاز تھا۔ ان پر عالمی سطح پر پابندیاں لگ گئیں، فلپائن واپسی ممکن نہ رہی اور ان کی سرگرمیاں محدود ہو گئیں۔

انہوں نے کچھ عرصہ جدہ میں گزارا اور ایک سادہ سا کاروبار شروع کیا، مگر ان کا دل وہاں نہ لگا۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا اصل مشن کہیں اور ہے۔

چنانچہ انہوں نے ایک بار پھر ہجرت کا فیصلہ کیا، اس بار افریقہ کی طرف، خاص طور پر مڈغاسکر کی طرف۔

مڈغاسکر ایک غریب ملک ہے جہاں مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور عیسائی مشنری سرگرمیاں مضبوط ہیں۔

ابوالبراء شہید نے یہاں بھی وہی حکمت عملی اپنائی، پہلے معاشی بنیاد، پھر فلاحی کام، اور پھر دعوت۔ انہوں نے قیمتی پتھروں کی تجارت کے ذریعے وہاں قدم رکھا، مگر ان کا اصل مقصد دعوتی کام تھا۔ انہوں نے مقامی لوگوں سے تعلقات قائم کیے، ان کی ضروریات کو سمجھا اور ان کی مدد شروع کی۔

26 جنوری 2007ء کو وہ مڈغاسکر پہنچے۔ جمعہ

کی نماز ادا کی اور پھر ملک کے جنوبی علاقے کی طرف روانہ ہو گئے، جہاں انہوں نے ایک سادہ سا کیمپ قائم کیا۔ وہاں پہنچ کر بھی انہوں نے سب سے پہلے غریبوں کے لیے خوراک کا انتظام کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ان کے ساتھیوں کے مطابق، وہ مسلسل اس فکر میں رہتے تھے کہ لوگوں کی مدد کیسے کی جائے۔ مگر قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔

30 جنوری 2007ء کی رات، تقریباً 25 سے 30 افراد پر مشتمل ایک مسلح گروہ نے ان کے کیمپ پر حملہ کیا۔ حملہ انتہائی منظم اور سفاکانہ تھا۔ پہلے فائرنگ کی گئی، پھر دروازہ توڑا گیا اور پھر انہیں بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

انہیں پہلے گولی ماری گئی، پھر چاقو سے وار کیا گیا، پھر کلہاڑی اور ہتھوڑے سے نشانہ بنایا گیا۔ یہ محض قتل نہیں تھا بلکہ ایک وحشیانہ تشدد تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ حملہ آور صرف معمولی رقم اور چند اشیاء لے کر فرار ہوئے، جس سے یہ بات یقینی ہوئی کہ اصل مقصد کچھ اور تھا۔ پولیس نے چند افراد کو گرفتار کیا، مگر مرکزی ملزم کی پراسرار موت نے کیس کو مزید پیچیدہ بنا دیا۔ آج تک یہ واضح نہیں ہو سکا کہ یہ واقعی ڈکیتی تھی یا ایک منصوبہ بند قتل۔ کئی بین الاقوامی صحافیوں اور مبصرین نے اس واقعے کو مشکوک قرار دیا۔ ان کے مطابق، ابوالبراء شہید کی بڑھتی ہوئی دعوتی سرگرمیاں بعض طاقتوں کے لیے باعثِ تشویش ہو سکتی تھیں۔

ابوالبراء کی زندگی کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ اسلام دنیا میں بندوق کے زور سے نہیں، بلکہ اخلاق اور کردار کی طاقت سے پھیلا ہے۔ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ اگر آپ لوگوں کے دل جیت لیں تو وہ خود حق کو قبول کر لیتے ہیں۔

ایک ملین افراد کا اسلام قبول کرنا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ یہ محض ایک عدد نہیں بلکہ لاکھوں خاندانوں، نسلوں اور معاشروں کی تبدیلی کی کہانی ہے۔

ان کی شہادت یہ بھی یاد دلاتی ہے کہ حق کا راستہ آسان نہیں ہوتا۔ اس میں قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور بعض اوقات سب سے بڑی قربانی بھی

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مگر ایسے لوگ مرتے نہیں۔ وہ ایک نظریہ بن جاتے ہیں، ایک مثال بن جاتے ہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بن جاتے ہیں۔ ابوالبراء شہید بھی انہی لوگوں میں شامل ہیں، ایک ایسا داعی جس نے خاموشی سے دنیا بدل دی اور پھر خاموشی سے رخصت ہو گیا، مگر اپنے پیچھے ایک ایسا نور چھوڑ گیا جو ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تبصرے

ماشاءاللہ ماشاءاللہ!! ایک بار پھر سے میگزین اوپن کرتے ہی ساری توجہ front کے design نے لے لی۔ کیا خوب صورت انداز ہے!! بیان نہیں کر سکتی۔۔الفاظ کم پڑ جائیں گے۔ آپی فاطمہ، آپ بہت محنت سے یہ کام سرانجام دیتی ہیں۔۔ دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے اور ہر ایک event پر ہمارا یہ میگزین چار چاند لگا دیتا ہے۔ تمام writers کو بھی بہت مبارک ہو، جن کی تحریر شامل ہے۔ اور جن کی نہیں ہے۔ اگلی بار انشاءاللہ (عائزہ)

بارک اللہ فیک. بہت خوبصورت اور کمال ڈیزائنگ اور تحاریر بھی۔ ماشاءاللہ لا قوۃ الا باللہ (صبا شوکت)

نظر پڑتے ہی دل سے نکلا۔۔۔ ماشاءاللہ ۔ خوبصورت سرورق کلر ایڈیٹنگ سب بہت بہترین۔۔۔ اپنی ننھی سی تحریر دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔۔۔ جزاک اللہ خیرا کثیرا (ام عبیر محمد احمد)

سب سے پہلے عید مبارک۔۔۔ ماشاءاللہ شمارہ 62 بھی ہر شمارے کی طرح زبردست اور آپ کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللھم زد فزد میرے مضمون کی پہلی قسط شائع کرنے کے لیے بہت بہت شکریہ۔۔۔ جزاک اللہ خیرا کثیرا کثیرا۔ (سہیمہ بتول)

ام حسن

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں

اذکار کی چادر اوڑھ لو تاکہ یہ تمہیں انسانوں اور جنات کے شر سے بچائے، اور فرمایا کہ اپنی روحوں کو استغفار کے ساتھ ڈھانپ لو تاکہ تمہارے دن اور رات کے گناہ معاف ہوں۔

(الوابل الصیب، صفحہ: 71)

پکوان

عائشہ نعیم

مکھنی قیمہ

اجزاء:

قیمہ۔1 کلو، پیاز۔دوعدد، ٹماٹر۔دوعدد، گرم مصالحہ۔آدھا چائے کا چمچ، لال مرچ۔حسبِ ضرورت (پسی ہوئی)، ہرا دھنیا۔تھوڑا سا، ہری مرچ۔حسبِ ضرورت (باریک کٹی ہوئی)، پنیر۔آدھا کپ (کش کیا ہوا)، سویٹ کارن۔ایک کپ (ابلے ہوئے)، ادرک لہسن کا پیسٹ۔ڈیڑھ چائے کا چمچ، ثابت لال مرچ۔چھ عدد، نمک۔حسبِ ذائقہ، ہلدی۔آدھا چائے کا چمچ، آئل۔حسبِ ضرورت

ترکیب:

کڑاہی میں آئل گرم کریں اور اس میں باریک کٹی ہوئی پیاز ڈال کر براؤن کریں۔اب اس میں ادرک، لہسن، نمک، مرچ، ہلدی اور ٹماٹر ڈال کر بھونیں۔قیمہ ڈال کر اسے گلنے کے لئے رکھ دیں۔قیمہ گلنے پر اس میں سویٹ کارن شامل کرلیں۔اور پانی خشک کر کے دوبارہ بھونیں۔اب اس میں گرم مصالحہ شامل کردیں۔اور دم لگانے کے لئے رکھ دیں۔ہری مرچ اور ہرا دھنیا چھڑک کر پنیر بھی باریک کش کر کے شامل کردیں۔

تواقیمہ

اجزاء:

بکرے کا قیمہ۔چار سو گرام، تیل۔ایک چوتھائی کپ
ادرک۔ایک کھانے کا چمچ، لہسن۔دو کھانے کے چمچ
پیاز۔آدھا کپ، کلیجی۔دو سو گرام، ٹماٹر۔ایک عدد
نمک۔ایک چائے کا چمچ
لال مرچ۔ایک چائے کا چمچ (پسی ہوئی)، ہلدی۔ایک چوتھائی چائے کا چمچ، گرم مصالحہ۔ایک چائے کا چمچ، قصوری میتھی۔ایک کھانے کا چمچ، ہری مرچ۔ایک چوتھائی کپ، ہرا دھنیا۔ایک چوتھائی کپ۔

ترکیب:

تیل کو توے پر گرم کر کے ادرک، لہسن، پیاز اور بکرے کا قیمہ فرائی کریں۔جب قیمہ آدھا پک جائے تو کلیجی ڈال دیں اور ساتھ ہی ٹماٹر، نمک، لال مرچ اور ہلدی ڈال دیں اور بھونتے جائیں۔ضرورت پڑنے پر حسب ضرورت پانی استعمال کریں۔جب قیمہ اور کلیجی اچھی طرح پک جائیں تو کلیجی کو چمچ کی مدد سے توڑلیں۔اب اسے اچھی طرح مکس کرلیں۔آخر میں گرم مصالحہ، قصوری میتھی اور ہری مرچ ڈال کر مکس کرلیں۔اب ڈش میں نکال کر ہرے دھنیے سے گارنش کر کے سرو کریں۔